بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

☆ جب عقل کی مت چھن جائے ....

☆ افغانستان کی خانہ جنگی، کشمیر میں ہندو سامراج کے مظالم

نئی حکومت کے آغاز کار ہی سے بدی اور شر کی تمام قوتیں حرکت و عمل کے ایک نئے دور کا آغاز کر رہی ہیں۔

قبروں پر فاتحہ خوانی، مزاروں پر چادریں چڑھانے اور ہاتھ میں تسبیح لینے کی نمائشی اور دکھلاوے کی اسلام پسندی کے اظہار سمیت دین سے منحرف، فتنہ پسند اور اسلام و پاکستان دونوں کے خلاف ایک عرصہ سے نبرد آزما سوشلسٹوں، دھریوں کمیونسٹوں، بے دینوں، سیکولرازم کے علمبرداروں اور طبقاتی نزاع کے متوالوں نے اب کھلے بندوں بغیر کسی لومۃ لائم کے اپنے دین و مزاج نیز مقاصد سابقہ تاریخ کے مطابق قطعی نصوص و احکام کو چیلنج اور استہزاء و تضحیک کا کام شروع کر دیا ہے سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس کا مندرجہ ذیل بیان بطور مثال اور اسکے ایک نمونہ کے پیش خدمت ہے سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس وجیہہ الدین نے کہا ہے کہ دو مسلم ریاستوں پاکستان اور بنگلہ دیش میں چیف ایگزیکٹیو کا عہدہ دو مسلم خواتین کے پاس ہونے کی وجہ سے اس تصور کی تردید ہو گئی ہے کہ خاتون سربراہ حکومت و مملکت بننے کی اہل نہیں ہوتی انہوں نے کہا خدائی قانون کے تحت مرد اور عورت برابر ہیں حدیثیں اور قرآنی آیتیں مرد اور عورت کے درمیان امتیاز کو مکمل طور پر مسترد کر دیتی ہیں انہوں نے کہا خدا تعالیٰ نے عورتوں کو مردوں پر سبقت دی ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۵ / اکتوبر ۱۹۹۳ء)

ہمیں اس وقت اس موضوع پر بحث کرنا یا دلائل مقصود نہیں کہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح اور قطعی ہے اس کے جواب میں بس اتنا ہی کافی ہے کہ جب اللہ ناراض ہوتے ہیں تو عقل کی مت چھین لیتے ہیں اس موضوع پر احقر کی ایک مفصل تحریر بھی شریک اشاعت ہے تاہم جنہوں نے نہ سمجھنے کا فیصلہ کر لیا ہو جن چمگادڑ فطرت انسانوں کی سورج کی روشنی سے آنکھیں چندھیا جاتی ہوں انہیں کس طرح منوایا جائے کہ سورج بھی روشن ہو چکا ہے اسی وقت ہمارے مخاطب وہ ہیں جو مانتے ہیں جنہیں طوفان کا رخ بھی معلوم ہے اور ہوا کا انداز بھی، مگر ہاتھی کی یلغار کے مقابلہ میں ان کا کام چیونٹی کی رفتار سے بھی کمزور ہے۔ صرف اس بیان پر اکتفا نہیں بلکہ وزیر اعظم کے آئے دن بیانات و اقدامات مثلاً اسمبلی میں عورتوں کی نشستوں سمیت ہر محکمہ میں عورتوں کی ترجیحی بنیادوں پر بھرپور بھرتی اور نمائندگی اس سلسلہ مذموم کی پیش رفت ہے ایئر ہوسٹس، ٹیلی فون اپریٹر، سٹیشن ہانگ اڑی آفس،

ہسپتالوں میں مریضوں کی دیکھ بھال کے لیے نرسوں کی پہلے سے ایک فوج ظفر موج مصروف خدمت ہے غیر ملکی ثقافتی وفود میں عورتوں کو نمایاں حیثیت حاصل ہے ہمارے عوام و خواص، حکام و حکمران سبھی ثقافتی مظاہروں میں شریک بھی ہوتے ہیں اور نیم عریاں جسموں کو تھرکتے دیکھ کر اظہار مسرت بھی کرتے ہیں یونیورسٹیوں کالجوں اور تعلیم گاہوں میں مخلوط نظام تعلیم اس پر مستزاد ہے سینما گھروں ویڈیو کیسٹوں اور ٹی وی پروگراموں میں مرد و زن کا اختلاط اور عورتوں کے ساتھ ترجیحی معاملات، عورتوں کی مردوں پر سبقت تسلیم کرانے کے عملی مظاہر ہیں۔

اب ذرا سر جھکا کر سوچیئے کہ جو معاشرہ مرد و زن کے اس اختلاط سے پروان چڑھ رہا ہے اس کا تعلق اس سے کس نوعیت کا ہوگا جس نے عورت پر پردہ فرض کیا ہے اسے رونقِ محفل بنانے کو حرام قرار دیا ہے اسے حکم دیا ہے کہ وہ وقار کے ساتھ گھر میں رہے جس اسلام نے مردوں اور عورتوں دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے ان پر لازم کیا ہے کہ وہ کبھی بھی خلوت میں یکجا نہ ہوں غیر محرم مرد اور عورت سفر نہ کریں عورت مرد سے اس انداز سے گفتگو نہ کرے کہ مرد کے دل میں غلط توقعات وابستہ اور خواہشات پیدا ہوں۔

علاوہ بریں اسلام کا مزاج یہ ہے کہ مسلمان کا اصل جوہر، سیرت و کردار ہے اور سیرت و کردار میں اصل اہمیت، اخلاقی اعتبار سے مرد و عورت کے دل و نگاہ کی پاکیزگی اور عفت و عصمت کے تحفظ کو حاصل ہے۔ اگر کسی شخص کی نگاہ آوارہ ہو جائے۔ اس کے دل میں غیر محرم عورت کی جانب میلان و رجحان پیدا ہو جائے اور وہ غلط راستوں کی جانب جھانکنا شروع کر دے تو یہ شخص ایمانی اور اخلاقی اعتبار سے کھوکھلا ہو جائے گا۔ اس کے بلند بانگ دعاوی جو اسلام کے بارے میں کرے گا ان کی حیثیت غبارے کی ہوا سے زیادہ نہ ہوگی اور ایسے شخص پر اعتماد کرنا اپنے آپ کو دھوکے میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے۔

اسلام کے یہ تصورات اور اس کی یہ تعلیمات اس قدر واضح ہیں کہ ایک جاہل، ان پڑھ، تہذیب ناآشنا دیہاتی سے بھی اگر سوال کیا جائے کہ تم عورت کی بے پردگی، اس کے رقص، اس کے مردوں سے اختلاط اور اس کے آزادانہ گھومنے پھرنے کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو تو وہ شخص ایک لمحہ تامل کے بغیر پکار اٹھے گا کہ یہ سب باتیں اسلام کے خلاف ہیں عورتوں کی مردوں پر فوقیت کا تو سوال ہی حماقت اور بدیہی و قطعی حقیقت کا استہزاء ہے۔ اور جس اسلام میں یہ باتیں روا ہیں اس اسلام کا کوئی تعلق اس دین برحق سے نہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور جس کی ترجمانی کتاب و سنت کرتے ہیں۔

اب ایک جانب یہ صورت حال جس کا ایک ہلکا سا تاثر و تصور اوپر پیش کیا گیا اور دوسری طرف یہ حقیقت کہ اسلام

اس صورتِ حال کو یکسر غلط کہنا ہے اور اسے بدلنے کو اپنے مقاصد میں خصوصی اہمیت دیتا ہے اس دوگونہ اور متضاد و متصادم احوال و حقائق کے عالم میں ہماری قوم ہماری صحافت، ہماری قیادت اور ہماری حکومت کا یہ دعویٰ کہ ہم اسلام کے خلاف کام نہیں کریں گے کیا یہ کھلا ہوا فریب نہیں ہے جو ہم اپنے آپ اور اپنے جیسے دوسرے انسانوں بلکہ خاکم بدہن، خدائے ذوالجلال کو بھی دینا چاہتے ہیں۔ اگر مقصود اسلام ہے تو اسلام کی یہ سب باتیں ماننا چاہئیں یہ تو کسی بھی صاحب کردار کے لیے روا نہیں کہ وہ جس بات کو مفید سمجھے اسے اپنے کام میں لے آئے اور حریف کو اس کے سہارے شکست دے دے لیکن جب اسی بات کو وہ اپنے خلاف دیکھے تو اس سے انحراف کرے۔

عورت کا مسئلہ ایک بنیادی مسئلہ ہے اور افسوس، نہیں انتہائی اضطراب کی بات ہے کہ یہ مسئلہ نازک سے نازک تر صورت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے اور خطرہ ہے کہ اگر عورت کو اجتماعی زندگی میں لانے کی کوششیں اسی رفتار سے آگے بڑھتی چلی گئیں تو ہم عاد و ثمود کی طرح بدکردار ہو جائیں گے اور اس کے بعد خدا کا عذاب ہمیں وہ مزا چکھائے گا جو اس نے ہمیشہ ایسی قوموں کو چکھایا ہے جو خدائی قانون کے بعض اجزاء کو تسلیم کرتے ہیں اور بعض سے انکار کر دیتے ہیں۔

کیا ہم اس انجام بد سے بچنے کی آرزو رکھتے ہیں؟ کیا ہمارے حکمران اس ہلاکت سے خود بچنے اور قوم کو بچانے کی کوئی صلاحیت رکھتے ہیں؟ اور کیا ہمارے ملک کے علماء دین اس باب میں اپنی کوئی ذمہ داری محسوس کرتے ہیں؟

بہر حال شر کے علمبردار اس بار پھر سے اپنے پرانے حربوں دین و شریعت کے ساتھ استہزاء و تمسخر اور ذرائع فساد میں کچھ اضافوں کے ساتھ میدانِ عمل میں آ رہے ہیں۔ عورتوں کی مردوں کی سبقت۔

دزدے چہ دلاور است کہ بدست چراغ دارد

دین دشمن قوتوں کی واردات کا یہ انداز بظاہر دینی قوتوں کو میدان سیاست میں شکست دینے کے بعد انہیں مزید سزا دینے کے عزائم کا غماز ہے جو بظاہر دھیما لیکن بباطن سرعت سے سرگرم عمل ہیں۔

ایسے حالات میں خیر کی قوتوں کو بھی حرکت و عمل پر آمادگی کے ساتھ مثبت لائحہ عمل اپنانا چاہیئے۔

یہ سیاسی جماعت بندی یا مذہبی فرقہ واریت کی بات ہرگز نہیں کہ یہ دونوں محل نظر ہیں ان دونوں سمیت برادری سسٹم، علاقائی تعصبات، طبقاتی تقسیم، گروہی یا شخصی مفادات اسی کا نتیجہ امت کا تفرق و تشتت ہے جو اس کی پریشانی حالی، ذلت و ادبار، دشمنوں پر سے اس پر غلبے اور اہم ترین مقاصد کے حصول اور عزائم کی تکمیل میں ناکامی کا باعث ہے۔

مگر ہم چونکہ دوسری بہت سی کمزوریوں کے ساتھ ساتھ حالات کی شدت، ضعفِ ایمان اور سختی جھیلنے سے گریز کی شعوری اور غیر شعوری دونوں قسم کی کمزوریوں کا شکار ہیں لہٰذا امت جیسی بھی ہے اور ہم جس قسم کے